

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اشارات

غلبہ اسلام اور تحفظ پاکستان کے لیے کام کرتے ہوئے گرد و پیش کے حالات کا تذکرہ و تذکرہ کہ ہم آپ سب کو بڑا اضطراب سا ہوتا ہے، اور یہ اضطراب عین محبت دین اور خیر خواہی ملک و وطن کا تقاضا ہے۔ مگر اضطراب ہونے کے معنی لازماً مایوسی ہی نہیں ہوا کرتے، یہی کیفیت کسی جماعت یا تحریک کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لیے زوردار اسٹیٹیم بھی ثابت ہوتی ہے۔ اگر دلوں میں اضطراب کی کوئی بہرہ نہ لگے تو پھر جمود و قنوط کی برف گرنے لگتی ہے۔

ایسے ہی لمحہ ہائے اضطراب میں قرآن کی یہ پکار کسی بھی نہ ملنے کے داعیانِ حق کو سنائی دیتی ہے،
وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا
اَنْتُمْ اَرْحَمُونَ اِنْ كُنْتُمْ
اور نہ ڈھیلے پڑو، نہ دلیک ہو جاؤ،
اور تم ہی (آخر کار) غالب آؤ گے۔
بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ (ال عمران - ۱۳۹)

اور پھر یوں محسوس ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتے ہر طرف سے آ کر کان میں کہہ رہے ہیں کہ نہ خوف رکھو،
نہ ملال۔ (اِنْ لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا — حم السجده - ۳۰)

بات نہ من گھڑت نغیبات تسکین کی ہے، نہ قصہ کسی کشف کا — معاملہ تجربے کا ہے۔ پچھلی تہائی صدی میں اقامت دین کے لیے جو قحطِ اہبت کام تحریک اسلامی کے کارکنوں نے کیا، ہمیشہ سنگین حالات کے ہوتے ہوئے کیا ہے۔ اور جو کچھ کیا ہے وہ بے نتیجہ نہیں رہا، بلکہ نتیجہ خدا نے ہمیشہ مساعی سے بڑھ کر دیا اگر ہم حالات کے تختہ پھروں کا مقابلہ کرنے کے بجائے خوف و حزن کا شکار ہو کر ساحلوں پر بیٹھے اوندھتے رہتے، یا اپنے آپ کو ہر چاہتی موج کے حوالے کر کے بہنے لگتے، یا اضطرابات کے گرد ابوں میں

ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو ڈبو دیتے تو شاید آج یہاں خدا کا نام لینا اور اقامتِ دین کا پرچم اٹھانا ممکن نہ رہتا۔

آج کا مخلص وقائع نگار، یا کل کا دیانت دار مؤرخ پاکستان کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گا کہ اس سرزمین پر پونے بتیس برس کے لمبے دور میں، طرح طرح ایمان کش اور اخلاق سوز احوال سے گزرتے ہوئے اور محلاتی سازشوں اور آمرانہ دور کی فتنہ سامانیوں کے باوجود اگر کسی قوت نے اسلامی نظریہ و نصب العین کو تسلسل سے زندہ اور توانا رکھا تو بلاشبہ سعادتِ تحریکِ اسلامی کے حصے میں ہے۔

پس ہزارہدیہ تحریک، (طوبی للغرباء) خدا کے دین کے ہر اس سپاہی کے لیے جس نے مخالفتوں کے ماحول میں بار بار اجنبی بن کر قدم و امشہد اے اللہ! خدا کے لیے گواہی دینے والے نقیب بن کر اٹھو) کا قہر صاف پورا کیا، جس نے گالیاں کھا کر، جھوٹے الزام سن کر، تضحیک کا نشانہ بن کر، کفر کے فتوؤں کے وار سے کھڑے، تفرقہ باز مولویوں کے فتنوں کا مقابلہ کر کے اور سرکاری عتاب کے تازیانے کھا کر اپنا وہ بڑا اجتماعی فریضہ ادا کیا، جس کا عہد کلمہ اسلام پڑھنے والا ہر شخص خدا سے استوار کرتا ہے۔ ایسے لوگ شہرِ گاون گاؤں سے ایک ایک دو دو کر کے (حشتی و فرادی۔ مباحثہ) اٹھنے والے بے مزد سپاہی، جب وسائل کے سامنے بھی، اور بے مروت سامانی کے عالم میں بھی (خفافاً و ثقلاً)۔ توبہ۔ ۴۱، لکل کھڑے ہوئے تو اس چھوٹی سی قوت کے احمقوں تاریخ کے معاصرے کاٹخ بدل گیا۔ ان کی منظم کوششوں سے کلمہ اللہ کی گونج بڑھتی ہی گئی۔

اگر دعوتِ حق کے علمبردار اپنے آپ کو اس کیفیت میں پاتے ہیں تو آج کے حالات کی پیچیدگی کوئی ایسی مرواٹن نہیں ہے کہ سپاہیانِ حق جی چھوڑ کے، اکری کھول دیں، اور قلم تاریخ کے ساحل پر اُونگھتے ہوئے موجوں اور مختلف پیرا کوں کی کشمکش کا تماشا کرتے رہیں۔ اگر ہمیں خدا نے پہلے بار بار خوفناک طوفانوں کا منہ پھیر دینے کی توفیق دی ہے تو آج بھی یہی ہو گا۔ لیکن اگر اندر کی ایمانی کیفیت کمزور پڑ گئی ہو تو پھر باہر کے سارے مسائل کو لپیٹ کر رکھ دیجیے، اور گھر کے اندر کی خبر لیجیے۔

حالات کی ساری پیچیدگیاں — بین الاقوامی بھی، اور ملکی بھی، نیز حکومتی دائرے کی بھی، اور سیاسی و مذہبی گروہوں کی پیدا کردہ بھی — ہمارے سامنے ہیں۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ چاروں طرف سے جماعت اسلامی کے خلاف الزام و دشنام کی بوچھاڑ ہے۔ اس حملے میں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ ساتھ محاذ کے ایک سرے پر اگر طارق علی اور منہاج برنا جیسے لوگ کھڑے ہیں تو دوسرے پر نورانی میاں اور پیر پکاڑو جلوہ گر ہیں۔ ایک مقام اگر مقتدیوں کا ہے تو دوسرا بدویوں کا۔

اور یہ پورا محاذ زبانوں اور قلموں سے طرح طرح کی فضول باتیں سامنے لارہا ہے اور غیظ و خمد میں پھنکتے ہوئے عناصر موجودہ حکومت اور اسلامی قوانین اور جماعت اسلامی کے خلاف اپنا اپنا بخار نکال رہے ہیں۔

ایک دلچسپ صورتِ غائب یہ ہے کہ موجودہ حکومت اور سابقہ کا بینہ کے دور سے متعلق جس بھی چیز پر اعتراض ہو، اس کی ذمہ داری جماعت اسلامی پر ڈالی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے تو یہ نکتہ بھی اچھا لاکر صاحب ”کو پچانسی جماعت اسلامی ہی نے دلوائی۔ برم گواہ اعدالت، وکالت کا سارا کھیل تو گویا بس یہی تماشا تھا اور صدر مملکت کی صدارت بھی محض دکھانے کی چیز تھی، ورنہ ججوں اور صدر کے قلم اٹختے ہیں لے کر ہر نرٹ اور فیصلہ تو جماعت اسلامی کے اصحاب ہی لکھتے تھے۔ کوتاہی صرف یہ رہ گئی ہے کہ بارود کے دو حادثوں اور ریلوے اور ٹریفک کے متعدد حادثوں کی ذمہ داری جماعت پر ڈالنے میں الزام تراشی حضرات نے دروغ باف دامغوں نے ساتھ نہیں دیا۔

اس بد بختی کا اچھا پہلو یہ ہے کہ جو طرفہ حملہ آوروں کی مبارک توجہات کا ارتکاز یہ بتاتا ہے کہ مقابلے کے قابل اصل قوت جماعت اسلامی ہی کی ہے۔ باقی تو ”ہم ہونے“ اقم ہوئے کہ میر ہوئے — معاملہ برابر رہا کہ کابھی کیا رفتار اس بشارت کو سمجھ سکیں گے؟

بیگانوں اور لیگانوں اور دشمنانِ دین اور خادمانِ دین کا متذکرہ مشترکہ محاذ ایک پروپیگنڈا یہ کرتا ہے کہ جماعت اسلامی کے جو لوگ اقتدار پر گئے، انہوں نے بدعنوانیاں کیں اور ناجائز فائدے اٹھائے۔ اس جھوٹے اطلاع تو وہ بڑے زور سے اٹھاتے ہیں مگر آگے بڑھتے ہوئے اُن کی لے ٹوٹ جاتی ہے۔ کیونکہ مثال میں پیش کرنے کو کوئی امر واقعی نہیں ملتا۔ پھر اور آگے جا کر تو وہ دل ہی دل میں شدید شرمسار

بھی ہونے لگتے ہیں کہ ان لوگوں نے فائدہ تو کیا اٹھانا تھا، الٹا جو فوائد ان کو جائز طور پر ملتے تھے، ان کو بھی نہیں سمیٹا، بعض نے تنخواہیں لی ہی نہیں اور بعض نے تنخواہ اور سفری الاؤنس وغیرہ سب واپس کر ڈیئے۔ کسی نے بطوری بھینچوں کو فائدہ سے پہنچائے، نہ کوٹھیاں یا زمینیں الاٹ کرائیں۔ نہ جماعتی سہولتوں کو نوکریاں دلوائیں۔ کورسے کے کورسے واپس آگئے۔ پاکستان کی تاریخ میں جماعت کے دوزخ دانے پہلی بار وہ ذریعہ مثل قائم کہہ سکتے ہیں کہ نجانا بعد والوں کے لیے مشکل ہوگا۔

ہم خدا کے سامنے اس کے لیے شکر ادا کرتے ہیں، اور مخالفین کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

جماعت اسلامی کو کمزور کرنے اور نقصان پہنچانے والا ایک پروپیگنڈا اور بھی ہے جسے اٹھانے میں شریعت بھی شامل ہیں اور نادانی سے ہمارے محبت اور خیر خواہ بھی!

وہ یہ ہے کہ جماعت کو بار بار یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ اول تو انتخابات ہوں گے ہی نہیں، اور دوسرے بھی تو ان سے مثبت نتائج کا نکلنا ناممکن اور شہ کے تجربے کا دہرایا جانا یقینی ہے۔ دینی حلقوں کے دہائیں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ اچھی پارٹیوں کو دو دو چار نشستیں مل جائیں گی۔ غالب اکثریت مخالف اسلام و پاکستان عناصر ہی کی ہوگی۔ پس انتخابات کو ملتوی کرنا چاہیے اور فوجی اقتدار کو جاری رہنے دینا چاہیے۔ یہ بات اتنی بار دہرا دہرا کر اندر سے اور باہر سے کہی گئی ہے کہ یہ ہمارے ذہنوں میں نفوذ کرنے لگی ہے مگر ایسے یا اس انگیز لفظ، نظر کے جڑ پکڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اول تو ہم آگے بڑھ کر کچھ کام کریں ہی نہیں، اور کریں بھی تو اتنی بے دلی سے کہ کوئی بڑا نتیجہ نہ نکلے۔

ذہن سے اس نقطہ نظر کا سارا بوجھ الٹ کر پرے پھینک دیجیے۔ قطعی طور پر یہ طے کر لیجیے کہ انتخابات ہوں گے اور لازماً ہونے چاہئیں اور ان کو مؤخر نہ کیا جانا چاہیے۔ حالات خاصے اچھے ہوئے ہیں اور اگر فوجی اقتدار دو چار مہینے یا سال بھر تک اور آگے جاوے گا تو یہ اور اچھے جائیں گے۔ خطرہ یہ پیدا ہو جائے گا کہ اندر کوئی دوجہز شروع نہ ہو جائے۔ دوسرا خطرہ یہ سامنے آتا ہے کہ کہیں حالات ویسے ہی نہ ہو جائیں کہ یہ یحییٰ خاں کی طرح جلد سے جلد ایوان حکومت سے بھاگنے کا فیصلہ کر کے اقتدار کسی بھی راہ چلتے کی جھولی میں ڈالنا پڑ جائے۔ کچھ معلوم نہیں کہ وہ کون اور کیسا ہوگا۔

انتخابات کے متعلق جب آپ دو ٹوک فیصلہ کر لیں گے تو آپ کی قوت عمل صحیح اور پورا کام کرے گی۔

آپ قومی اتحاد کو مضبوط اور وسیع تر کرنے کے لیے بھی کوشاں ہوں گے، اور اپنی جگہ ووٹروں پر بھی اثر انداز ہوں گے۔

انتخابی مہم میں جتنی اہمیت کانفرنسوں، جلسوں، کارنر میٹنگز، گھریلو نشستوں اور پورٹروں، پمفلٹوں، بیانوں، قراردادوں اور پریس کانفرنسوں کی ہے، اس سے کہیں بڑھ کر اہم اور موثر اور نتیجہ خیز کام شہرہ ی محلوں اور دیہی بستیوں میں عوام الناس سے انفرادی رابطوں، ملاقاتوں اور گفتگوؤں کا ہے۔ ایک بار اگر جماعت اسلامی کے ارکان، کارکنان اور حامیان دل سے اس خوف کو نکال کر کہ شخص بس اُن کی مخالفت کے لیے مٹا بیٹھا ہے، پورے عزم سے مناسب منصوبے کے تحت میدان میں آجائیں اور کم سے کم ایک لاکھ آدمی آنے والے پانچ ماہ میں سو سو افراد فی کس کے حساب سے رابطہ کریں تو ایک خاصی تعداد اُن کو ایسی ملے گی جو پہلے سے قومی اتحاد یا جماعت اسلامی کو پسند کرنے والی ہے۔ ایک تعداد ایسی ملے گی جو معمولی رد و کد کے بعد آپ کی تہنوائی کے لیے تیار ہو جائے گی۔ پھر ایک تعداد وہ ہوگی جس کو تعصبات اور جذباتی ہیجانات سے لکانے میں ذرا زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ آخر میں کمیونسٹوں، قادیانیوں، کٹر قسَم کے پیلیوں، خالص مفاد پرستوں، خیانت کاروں، تفرقہ باز مولویوں کے علاوہ فریب زدہ اور غنڈوں اور جرائم پسندوں کی وہ تعداد رہ جائے گی۔ جسے آخر دم تک بہر حال آپ کی مخالفت کرنی ہے۔

دیہی علاقوں میں اس طرح کا گہرا کام کرنے کے لیے جماعت کے حامی نوجوان طلبہ کہ اس سال چھٹیوں کا پرانا زمانہ صرف کر دینا چاہیے۔ وہ دو دو چار چار کے وفود بنا کر بھی گشت کریں، وہ اہم بستیوں کے قریب دو دو تین تین روزہ کے کیمپ بھی لگائیں جہاں سے وہ روزانہ چاروں طرف پھیل کر مسجدوں، گلیوں، اور کھیتوں میں سادہ مزاج دیہاتیوں سے بات کریں۔ اُن کے اعتراضات کے کانٹے نکالیں۔ ان کے مسائل کا تجزیہ کریں۔ اُن جہیں ملک و ملت کے خلاف کام کرنے والی قوتوں اور اُن کے اسلوب کار سے آگاہ کریں۔ نیر اسلام اور پاکستان اور عوام کے لیے اُن کی خطرناکی کو واضح کریں۔

آدمی جب آدمی کے قریب ہو کر بالمشافہ بات کرتا ہے تو آدمی بازی تو اس کے خود جانے ہی سے سر ہو جاتی ہے۔

دیہاتی علاقوں میں سفاہ و خدمت کے لیے بھی ضروری اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ اُن کی برکات

اس ایجوکیشن یا تعلیم عوام کی مہم میں معاون ہوں۔ اس سلسلے میں اولین بنیادی ذمہ داری قدرے سہجہ کہ آپ لوگوں کے شادی غمی کے مواقع پر ان کے ساتھ شریک ہوں، اور بیمار پرسی اور شرکت جنازہ اور تعزیت کے لیے جائیں۔ آگے کے کام یہ ہیں کہ کہیں مفت میکے لگانے کا انتظام کریں، کہیں علاج معالجے یا سستی دواؤں کی بہم رسانی کی صورت نکالیں، لوگوں کو درخواستیں لکھ کر دینے کا بندوبست کریں، مطالعہ کے لیے دو تین اخبار منگوا کر ایک معمولی سے ریڈنگ روم کی بنا رکھیں۔ سرکاری محکمہ اور اداروں (خصوصاً تعلیم، صحت، زراعت، بجلی وغیرہ) سے کام کرانے کے لیے لوگوں کے ساتھ نکلیں، خواتین کے لیے معمولی ملائی کڑھائی کے تربیتی مراکز کھولیں، مردوں اور عورتوں کے لیے قرآن و حدیث کے درس شروع کریں۔ چھوٹے بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھانے کے لیے مسجد یا کسی گھر میں انتظام کرائیں، مقامی رفاہی اور ترقیاتی کاموں کے لیے لوگوں کو جمع کریں۔ اور تحریک دلائیں۔

اوپر کے گذارشات کی روشنی میں حلقہ خواتین کی قیادت کو مشورے سے اپنی جگہ خواتین سے رابطے کا ایسا پروگرام بنالینا چاہیے جو جماعت کے مجموعی منصوبے سے ہم آہنگ ہو۔ کام کی ایک راہ یہ بھی ہے کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے تمام لوگ دکر رہنے والے رشتہ داروں، دوستوں اور سابق کاروباری یا دفتری ساتھیوں کو خصوصی خط لکھ کر آنے والے مراحل کے لیے مشورے دیں۔ اور ان کو حمایت و تائید کے لیے آمادہ کریں۔ معروف انتخابی طریقہ ہٹے کار کے ساتھ اس مرتبہ بھی زیادہ وسیع و عمیق اثرات حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اور یہ کام اگر اس طریق سے پورا زور لگا کے کیا جائے تو انشا اللہ نتائج حوصلہ افزا ہونگے، بلکہ اگر خدا مدد کرے گا تو نتائج کی مقدار کام کے تناسب سے بڑھ جائے گی۔

مندرجہ بالا مجموعی نقشہ کار کے علاوہ دو مخالف قوتوں کے متعلق خصوصی مہم چلائی ہوگی۔ ایک قوت کمیونسٹوں کی ہے جو اس وقت اپنی پوری ذہانت صرف کر کے ہر محاذ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اس قوت کے خلاف اسی طرح کام ہونا چاہیے جیسے ۱۹۷۱ء میں دارالفکر کی مطبوعات کی صورت میں ہوا تھا۔ مگر اب سابق کام سے کچھ کام آگے بڑھانے ہونگے۔ وہ یہ ہیں:-
۱۔ کمیونسٹ منہ تارین سفر کے جو مزید مراحل اب تک طے کریتے ہیں اُسی کے حقائق کو سامنے لایا جائے۔

- ۲۔ خامی طور پر روس پون صدی میں اپنے باشندوں کی جبری کستی مزدوری استعمال کرنے کے باوجود جن پہلوؤں میں بڑی اقوام سے پیچھے ہے اُن کو اجاگر کیا ہے۔
- ۳۔ روس کے اندر عوام کی جو بے چینی تحریک حقوق کے پیرائے میں ظاہر ہو رہی ہے، اس کو پیش کیا جائے۔
- ۴۔ روس سے نکلنے والے دانشوروں کے تجربات سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔
- ۵۔ روس کے مسلمانوں پر جو کچھ گزری ہے اور اب وہ جس حالت میں ہیں نیز اسلام سے متعلق جس طرح کا نظریہ کام کر رہا ہے، اس کی تصویر کشی کی جائے۔
- ۶۔ روس کی پالیسیوں اور کارروائیوں کی چکی میں جو مسلمان ممالک اب تک پھنسے ہیں اور پس رہے ہیں۔ اُن سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔
- ۷۔ پاکستان میں کمیونسٹ سوشلسٹ گروہ کے عام تاریخی جائزے کے ساتھ ساتھ بعض خاص اداروں میں اور خاص مواقع پر انہوں نے جو پارٹ ادا کیا ہے اس کی ویپورٹ قوم کے سامنے رکھی جائے۔
- ۸۔ علاقائی زبانوں اور کچل کو بنیاد بنا کر ان لوگوں نے پاکستان کو ٹکڑوں میں بانٹنے کے لیے جو سیاسی کی ہیں اور بائیں بازو کے سیاست کاروں نے پاکستان میں چار چار صوبائی قومیتوں کا نعرہ لگا کر جن فتنوں کی بنیاد رکھی ہے ان کا حال بھی سامنے آنا چاہیے۔
- ۹۔ ادب میں اسلام، اسلامی کرداروں، اسلامی شخصیتوں اور اسلامی قانون کے خلاف تحقیر و تضحیک کے لیے جو کچھ لکھا گیا ہے، فحاشی و عریانی بھیلانے کے لیے جو فن پارے پیش کیے ہیں، اسلامی معاشرے کے محترم رشتوں کی جس طرح تذلیل کی گئی ہے، نیز نظریہ پاکستان کے خلاف جو مواد اب تک آتا رہا ہے، اس کا پورا گلدستہ سجا کر ہر عام رکھ دینا چاہیے۔
- مطالعہ رکھنے والے ذہین افراد کا ایک گروپ کن سے بھیٹ کر صرف اس کام کو انجام دے۔
- ساتھ کے ساتھ میمنڈ مرتب ہو کر شائع ہوتے جائیں۔ یہاں تک کہ تین ماہ میں ضروری مواد اگر پورا اشاعت میں نہ آ سکے تو بھی مرتب ضرور ہو جائے۔
- دہری مخالف قوت مقرر اور فرقہ باز مولویوں کی ہے جو امت کی وحدت کو بھاڑ کر موجودہ نازک مرحلے میں دانستہ یا نادانستہ مخالف اسلام عالمی سازش کاروں کی خدمت میں انجام دے رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مناسب صورتیں یہ ہیں:-